آیاتِ قرآنی کی تعداد؟

محمد عبداللہ شارق

آیاتِ قرآنی کے بارہ میں یہ مشہور ہے کہ ان کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) ہے۔ یہ عدد اتنا مشہور ہے کہ ایک ایسا بچہ جو قرآنِ مجید صحیح طرح پڑھ بھی نہیں سکتا، وہ بھی آپ کو یہ عدد ’’ٹھیک ٹھیک‘‘ بتا سکتا ہے۔ آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ یہ عدد کس حد تک حقیقت پہ مبنی ہے:

جمہور علماءِ کرام کے مطابق آیاتِ قرآنی کی تعداد چھ ہزار دو سو (6200) سے کچھ اوپر ہے۔ اوپری عدد کی تعیین میں چودہ سے لے کر چھتیس تک کے سات مختلف اقوال ملتے ہیں۔ [الاتقان] ہمارے ہاں کے مصاحف میں کل تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) ہے جو کہ آپ خود بھی شمار کر سکتے ہیں۔ اگر ایسے اقوال کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے جنہیں بعد میں پذیرائی نہ مل سکی اور پیروکار نہ مل سکنے کی وجہ سے وہ معدوم ہو گئے تو پھر سب سے بڑا عدد جو ہمیں نظر آتا ہے، وہ چھ ہزار چھ سو (6600) کا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ [الاتقان]

پسِ منظر کے طور پر یاد رہے کہ یہ اختلاف محض آیات کے شمار تک محدود ہے، اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قرآنِ کریم بغیر کسی کم و کاست کے ایک ہی ہے جو ’’الحمد‘‘ سے شروع ہو کر ’’والناس‘‘ پہ ختم ہوتا ہے۔ اسے آپ یوں سمجھیں کہ اگر کسی کے نزدیک آیاتِ قرآنی کی تعداد چھ ہزار دو سو چودہ (6214) ہے اور کسی کے نزدیک چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) ہے تو اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ چھ ہزار دو سو چودہ (6214) والا شرق و غرب میں پڑھے جانے والے قرآن کے بعض حصوں کو قرآن تسلیم کرنے سے انکاری ہے یا پھر چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) والا اس کو نامکمل سمجھتا ہے، بلکہ سب کے نزدیک بغیر کسی کمی بیشی کے قرآن وہی ہے جسے دنیا بھر کے مسلمان قرآن سمجھتے اور پڑھتے ہیں۔ شمار کا اختلاف محض اس حد تک ہے کہ بعض حضرات نے اپنے پاس موجود دلائل کی روشنی میں قرآن کے ایک حصہ کو ایک آیت سمجھا اور بعض نے دو آیات اور بس!

جب ہم چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) کے مشہورِ عام عدد کا ’’شجرۂ نسب‘‘ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ’’علوم القرآن‘‘ کی معروف کتب: ’’البرھان‘‘ [امام زرکشی] ’’الاتقان‘‘ [امام سیوطی] اور ’’مناھل العرفان‘‘ [شیخ عبدالعظیم الزرقانی] میں اس کا کوئی نام و پتہ درج نہیں ہے، مگر سوال یہ ہے کہ آخر یہ بے بنیاد اور غلط عدد کیوں کر اتنی شہرت اختیار کر گیا کہ جسے دیکھو یہی بتاتا ہے۔ جب ہم اس کی ٹوہ میں نکلے تو اردو کی بعض کتابوں میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ایک گم نام سی بے سند روایت ملی جس میں یہ عدد انکی طرف منسوب کیا گیا تھا اور ساتھ ہی اس کی تفصیل یوں درج تھی: آیاتِ وعدہ ایک ہزار، آیاتِ وعید ایک ہزار، آیاتِ امر ایک ہزار، آیاتِ نہی ایک ہزار، آیاتِ امثال ایک ہزار، آیاتِ

قصص ایک ہزار' آیاتِ حلال دو سو پچاس' آیاتِ حرام دو سو پچاس' آیاتِ تسبیح ایک سو' منسوخ التلاوۃ آیات چھیاسٹھ [فضائل حفاظ القرآن الکریم' قاری طاہر رحیمی مدنی مرحوم] تاہم عربی ماخذ میں مجھے کہیں یہ قول نہیں مل سکا۔

اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بکثرت ذکر ہونے والی آیات کے تخمینی اور تقریبی اعداد کسر کے بغیر ذکر کیے تھے (مثلاً آیاتِ وعدہ ایک ہزار' آیات تسبیح ایک سو وغیرہ وغیرہ) جیسا کہ روزمرہ بول چال میں بھی کر دیا جاتا ہے کہ ''کم وبیش ایک ہزار'' کو سہولت کے لیے صرف ایک ہزار اور ''کم وبیش ایک سو'' کو صرف ایک سو سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ پھر بعد والوں نے ان اعداد کو جمع کر کے چھ ہزار چھ سو چھیاٹھ (6666) کے دلکش اور ''آرٹیفیشل نمبر'' کو قرآنِ مجید کی تمام آیات کا کامل عدد قرار دے دیا جو کہ درست نہیں تھا۔ نیز قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس میں وہ آیات بھی شامل کی گئی ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے' جیسا کہ درج بالا تفصیل سے ظاہر ہے۔ ایسے میں اس عدد کو موجودہ قرآن' جو اپنی جگہ کامل اور مکمل ہے' کی آیات کا عدد قرار دینا مغالطہ اندازی کے سوا کیا کہلا سکتا ہے؟ اگر چھیاسٹھ کا زائد عدد نکال بھی دیا جائے تو تب بھی چھ ہزار چھ سو (6600) کا کامل عدد اگرچہ حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا گیا ہے' مگر ہمارے ہاں کے چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) آیات والے مصاحف سے میل نہیں کھاتا۔ باقی جہاں تک اس روایت کی صحت اور استنادی حیثیت کا تعلق ہے تو یہ بھی ایک مستقل پہلو ہے جو غور اور توجہ کا متقاضی ہے۔

ہمارے ہاں عصری تعلیمی اداروں میں ''اسلامیات'' کے نام پر زیادہ تر زور اسی طرح کی دلچسپ ''قرآنی معلومات'' پر دیا جاتا ہے جبکہ اس میں قلب ونظر کے تزکیہ اور تربیت کا کوئی سامان نہیں ہے۔ پھر حد یہ کہ انہی معلومات کی صحت کا بھی کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا جس کی ایک مثال آپ کے سامنے ہے۔ دوسری طرف دینی مدارس جو دینیات میں تخصص کے ادارے ہیں' اگرچہ ان میں اس طرح کی معلومات سرے سے نہیں پڑھائی جاتیں' مگر ان کے بعض طلباء کو میں نے خود دیکھا کہ وہ اسکولوں کی نصابی کتب دیکھ کر غلط اور صحیح کا امتیاز کیے بغیر' یہ معلومات اس لیے یاد کر لیتے ہیں کہ کہیں کسی محفل میں سبکی نہ ہو جائے۔ ہمارے تعلیمی نظام کے دونوں دھارے اس طرح کے کئی المیوں میں گردن تک ڈوبے ہوئے ہیں۔ قرآنی آیات کا مذکورہ غلط اور بے بنیاد عدد اتنا عام ہو چکا ہے کہ علماء بھی بے دھڑک برسرِ منبر اور اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کرتے ہوئے جھجک محسوس نہیں کرتے۔ یہ غلط فہمی بعد میں تناور ہو کر کہیں کسی بڑی پیچیدگی کا باعث نہ بن جائے!!!

اگر اس غلط فہمی کا فوری سدباب نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ آنے والے وقتوں میں تحریف قرآن کے قائل مٹھی بھر لوگوں کو پروپیگنڈے کا موقع مل سکتا ہے کہ اگر آیاتِ قرآنی کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) ہے تو موجودہ قرآن میں قریباً چار سو (400) آیات کم کیوں ہیں؟؟ اگر خدانخواستہ یہ پروپیگنڈا شروع ہوا تو خلقِ خدا کے گمراہی کی طرف لڑھکنے کے کتنے مواقع پیدا ہو جائیں گے! ہماری نظر میں اس کا حل یہ ہے کہ بلاتفریق مسلک پاکستان کے تمام مقتدر دینی مراکز اور ادارے اپنے اپنے وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بریکنگ نیوز ٹائپ کا اعلامیہ جاری کریں جس میں آیاتِ قرآنی کی صحیح تعداد بیان کی جائے۔ اس سے ان شاء اللہ اس غلط فہمی کی جڑ کٹ جائے گی اور مسلمانوں کی دینی حفاظت کا فریضہ بروقت ادا ہو جائے گا۔